فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۹۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): سر کے بالوں کے بارے میں شریعت کا نکتہ نظر کیا ہے؟

(جواب): سر کے بال اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ جن میں ہیبت وسطوت بھی ہے اور حسن و جمال بھی۔ سنتِ رسول کے مطابق بال رکھنے سے جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل ہوتی ہے، وہاں قیام دین اور غلبہ اسلام کی بہترین کوشش بھی ہے۔

آج کے مسلمان کفار کی وضع قطع اور تہذیب وتمدن کے دل دادہ ہیں۔ جب سے انہوں نے اپنے عملی امتیازات ترک کیے، مجبور ومقہور ہو کر رہ گئے ہیں، اپنا مذہبی تشخص اور اسلامی شعار کھو بیٹھے ہیں۔ ان کے اور اللہ کے باغیوں کے مابین ظاہری فرق وتمیز ختم ہو گئی ہے۔

مسلمانوں کی غفلت وسرکشی اور بدعملی کا یہ عالم ہے کہ فطرت پرست انسان انہیں ایک نظر نہیں بھاتا۔ مغلوبیت کے ماروں نے کفار کی دیکھا دیکھی مسنون بالوں سے نفرت شروع کر دی ہے، کفار بالوں سے نفرت بھی کرتے ہیں اور بالوں سے ڈرتے بھی ہیں۔

گو بالوں کا تعلق عبادات سے نہیں، معاملات سے ہے، لیکن بال رکھنے میں رسول اللہ ﷺ کا طریقہ اختیار کرنا مستحب ضرور ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ کفار کی مشابہت میں الٹے سیدھے بال رکھنا کسی صورت درست نہیں۔

افسوس کن امر ہے کہ بعض خاصے مذہبی قسم کے لوگ بھی دین دار نوجوانوں کو سختی کے ساتھ بال کٹوانے کا حکم دیتے نظر آتے ہیں، حالانکہ مستحب امور کی ترغیب ہونی چاہیے۔

بعض احباب یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ بڑے بالوں کوسنوارنا مشکل ہےاوراس سے طالبِ علم کا حرج ہوتا ہے۔ لیکن یہ وہم ہے، کیوں کہ دین آسان ہےاورفطرت کے عین مطابق ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ چھوٹے بال سنوارنا قدرے مشکل ہے، بل کہ ان کے سنوارنے میں زیادہ اخراجات اٹھتے ہیں اوروقت کا ضیاع ہے۔

مسلمان گھرانوں میں بچپن ہی سے اسلامی آدابِ معاشرت سکھائے جائیں تا کہ بڑے ہوکر اسلامی شعار اور اسلامی طرزِ زندگی اپنا سکیں اور پوری دنیا کے سامنے اسلامی تہذیب وتمدن کا بہترین نمونہ پیش کرسکیں۔

بصد معذرت کہ یہ سنت ہمارے معاشرے میں تو متروک ہوئی ہی تھی، مدارس دینیہ سے جبرا نکال دی گئی۔ جہاں سنت کا احیا چاہیے تھا، وہاں سنت کے ساتھ استہزا ہوتا ہے۔ طلباء کو زلفیں رکھنے سے صرف روکا ہی نہیں جاتا، بل کہ کوئی رکھ لے، تو خروج بھی لگ سکتا ہے۔ چھوٹی عمر میں بالوں پر قینچی چلا دی جاتی ہے۔ اس معصوم کی فطرت کے ساتھ کھلواڑ کیا جاتا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ طلبا کو مدارس سے محبت سنت کا درس ملتا، مگر یہاں تو سنت رسول کو دیس نکالا دیا جارہا ہے۔ اسی باعث بیسیوں طلبا بدک جاتے ہیں۔ مدرسہ سے بھاگ لیتے ہیں۔ بھاگ نہ سکیں، تو ایک تنفر کی فضا ضرور بن جاتی ہے۔

اربابِ مدارس! یادرکھیے! بال سنوارنا ایک مخصوص عمر کی نفسیات ہیں۔ آپ کاٹیں یا چھوڑیں، وہ اپنا شوق پورا کرتا رہے گا، تو کیوں نہ اس کی فطرت مارنے کے بجائے، اسے درست رخ دے دیا جائے۔ اسے متنفر کرنے کے بجائے، محبت کا درس دیا جائے۔ وہ بال سنت کے مطابق رکھے، سنت کے لئے عوام الناس میں مثال قائم ہو، یادرکھیے کہ بال رکھنے سے ایمان بگڑے گا، نہ اسلام جائے گا۔

ہمارے ہاں ایک اور خطا پر مبنی نظریہ بھی پایا جاتا ہے، وہ یہ کہ بال برابر رکھنے چاہیے۔ چھوٹے رکھیں، تو برابر۔ بڑے رکھیں، تو برابر۔ طرہ یہ کہ اسے اسلام کا حکم قرار دیا جاتا ہے۔ میرے بھائی! شوق سے برابر برابر کی رٹ لگائیں، اسے اسلام کے سر تو نہ تھوپیں، نبی کریم ﷺ سے صرف تین طرح کے بال رکھنا ثابت ہے، برابر وغیرہ والا نظریہ اسلام ہوتا، تو نبی کریم ﷺ، اصحاب رسول ﷺ اور ائمہ سلف ضرور تصریح کرتے، واللہ اعلم!

سوال: مرد کے لیے جوڑا باندھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: سینما کی ملازمت کا کیا حکم ہے؟

جواب: سینما فحاشی، بے حیائی اور محرمات کا اڈا ہے، اس میں کسی قسم کی ملازمت جائز نہیں، کیونکہ یہ گناہ پر تعاون ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة : 2)

”نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔“

سوال: دارالحرب میں سود اور شراب کے محکموں میں ملازمت کا کیا حکم ہے؟

جواب: بہر حال جائز نہیں، یہ گناہ پر تعاون ہے۔

سوال: کھانے کے وقت گفتگو کرنا کیسا ہے؟

جواب: کھانے کے وقت گفتگو کرنا جائز ہے، کراہت یا حرمت پر کوئی دلیل نہیں۔

(سوال): کھانے کے وقت جوتا اُتارنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے، مگر استحباب یا کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ، فَاخْلَعُوا نِعَالَكُمْ، فَإِنَّهُ أَرْوَحُ لِأَقْدَامِكُمْ .

''جب (آپ کے لیے) کھانا رکھا جائے، تو جوتے اُتار لیا کریں، کیونکہ یہ آپ کے پاؤں کے لیے زیادہ راحت کا باعث ہے۔''

(سنن الدّارمي : 2125، المستدرك للحاكم : 7129)

(جواب): سند باطل اور منکر ہے۔ موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن الحارث تیمی ''متروک و منکر الحدیث'' ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' کہا، تو حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے تعاقب کیا:

أَحْسِبُهُ مَوْضُوعًا وَإِسْنَادُهُ مُظْلِمٌ .

''میں اسے من گھڑت سمجھتا ہوں، اس کی سند اندھیری ہے۔''

❀ مسند ابی یعلی (۳۰۲، ۴۱۸۸) میں موسیٰ بن محمد تیمی کی متابعت کی گئی ہے، مگر وہ سند بھی سخت ضعیف ہے۔

① داود بن زبرقان ''ضعیف و متروک'' ہے۔

② معاذ بن شعبہ کے حالات زندگی نہیں ملے۔

③ ابوالہیثم یا ابن ابی الہیثم کا تعین نہیں ہو سکا۔

❀ امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے اس حدیث اور چند دوسری روایات کے متعلق فرمایا:

هٰذِهِ أَحَادِيثُ مُنْكَرَةٌ، كَأَنَّهَا مَوْضُوعَةٌ .

''یہ احادیث منکر ہے، بلکہ من گھڑت لگتی ہیں۔''

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 617/5)

(سوال): حرام چیز کو کھاتے پیتے وقت بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): حرام چیز کھاتے پیتے وقت بسم اللہ پڑھنا جائز نہیں۔

(سوال): کھڑے ہو کر پینے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): کھڑے ہو کر پانی پینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے جواز اور منع دونوں طرح کی احادیث ثابت ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا کھڑے ہو کر پینا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کھڑے ہو کر پینے کو آپ ﷺ کی سنت بتانا اور خود کھڑے ہو کر پینا بھی، نیز تابعین وائمہ دین کا اسے جائز بتانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جن احادیث میں کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا گیا ہے، وہ یا تو منسوخ ہیں یا ان سے مراد نہی تنزیہی ہے، یعنی کھڑے ہو کر پانی پینا بہتر نہیں، البتہ کوئی پی لے، تو گناہ گار نہیں ہوگا۔

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) احادیث میں کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِمَّا أَنْ يَكُونَ نَهْيَ تَنْزِيهٍ، أَوْ نَهْيَ تَحْرِيمٍ، ثُمَّ صَارَ مَنْسُوخًا .

''یا تو یہ ممانعت تنزیہی ہے یا پھر تحریمی ہے جو بعد میں منسوخ ہوگئی۔''

(السّنن الكبرٰى : 282/7)

❀ علامہ ابو عبد اللہ مازری رحمہ اللہ (۵۳۶ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ الْأَمْرَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ بِالِاسْتِقَاءِ؛ لَا خِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَنَّهٗ لَيْسَ عَلٰى أَحَدٍ أَنْ يَّسْتَقِيءَ .

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے والے کو قے کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے، اس کے بارے میں اہل علم کا اتفاق ہے کہ ایسا کرنا کسی پر فرض نہیں۔''

(فتح الباري لابن حَجَر : 10/82-83)

✿ محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

لَا نَرٰى بِالشُّرْبِ قَائِمًا بَأْسًا، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا .

''ہم کھڑے ہو کر پینے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔ امام ابو حنیفہ اور ہمارے اکثر فقہا کا یہی قول ہے۔''

(المؤطّأ لمحمّد بن حسن، ص 375)

✿ علامہ عبد الحیٔ لکھنوی، حنفی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

اَلْحَقُّ فِي هٰذَا الْبَابِ عَلٰى مَا ذَكَرَهُ الْبَيْهَقِيُّ والنَّوَوِيُّ وَالْقَارِيُّ وَالسُّيُوطِيُّ وَغَيْرُهُمْ؛ أَنَّ النَّهْيَ لِلتَّنْزِيهِ، وَالْفِعْلُ لِبَيَانِ الْجَوَازِ .

''اس مسئلے میں حق بات وہی ہے جو امام بیہقی، نووی، (ملا علی) قاری، سیوطی وغیرہ نے ذکر کی ہے کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہو کر پینا بیانِ جواز کے لیے تھا۔''

(التّعليق الممجّد على مؤطّأ محمّد، ص 375)

معلوم ہوا کہ بیٹھ کر پینا اولیٰ اور بہتر ہے۔

❀ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اصحابِ صفہ کو پلانے کے لیے دودھ کا پیالہ دیا، جب پلا چکے، تو فرمایا:

اُقْعُدْ، فَاشْرَبْ .

''بیٹھیے اور نوش کیجیے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

فَقَعَدْتُّ، فَشَرِبْتُ .

''چنانچہ میں نے بیٹھ کر دودھ پیا۔''

(صحيح البخاري : 6452)

لیکن کھڑے ہو کر پینا حرام نہیں، بلکہ جائز ہے۔اسے گناہ سمجھنا یا اسے آبِ زمزم کے ساتھ خاص کرنا نصوصِ شرعیہ اور صحابہ و تابعین و ائمہ دین کے فہم سے مطابقت نہیں رکھتا۔

(سوال): حرام مال سے لگائے گئے نلکے سے پانی پینا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے، حرام مال کا گناہ اسی پر ہے، جس نے حرام کمایا ہے، نیز حرام مال سے لگائے گئے نلکے کا ثواب نہیں ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ حلال مال سے کیا گیا صدقہ ہی قبول کرتا ہے، بہر کیف حرام مال سے لگائے گئے نلکے سے پانی پینا جائز ہے۔

(سوال): لوہے اور سٹیل کے برتنوں میں کھانا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے، کراہت یا حرمت پر کوئی دلیل نہیں۔

(سوال): میز اور کرسی پر کھانا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے، ممانعت ثابت نہیں، البتہ دستر خوان بچھانا اور نیچے بیٹھ کر کھانا نبی

کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے، اس میں بہتری ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَآ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ، وَلَا فِي سُكْرُجَةٍ، وَلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قُلْتُ لِقَتَادَةَ: عَلَامَ يَأْكُلُونَ؟ قَالَ: عَلَى السُّفَرِ.

''نبی کریم ﷺ نے کبھی شاہانہ دسترخوان پر کھانا نہیں کھایا (جس پر متکبر لوگ کھاتے ہیں) چھوٹی پلیٹ میں بھی نہیں کھایا، نیز کبھی بھی آپ ﷺ کے لیے چھنے ہوئے آٹے کی باریک روٹی نہیں پکائی گئی۔ (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے قتادہ رحمہ اللہ سے پوچھا: کس چیز پر کھاتے تھے؟ کہا: (عام چھوٹے) دسترخوان پر۔''

(صحيح البخاري: 5415)

سوال: بعض لوگ سفر حج و عمرہ پر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ سے مٹی کی ٹکیاں لاتے ہیں، واپسی پر لوگ ان ٹکیوں سے تبرک حاصل کرتے ہیں اور شفا کے لیے وہ ٹکیاں کھاتے ہیں، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: مکہ مکرمہ یا مدینہ طیبہ کی مٹی سے تبرک لینا حرام اور ناجائز ہے اور اس میں شفا خیال کرنا بھی جائز نہیں۔ یہ غلو ہے، جو ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ اس سے بچنا ضروری ہے۔ تبرک صرف نبی کریم ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ کے ثابت آثار سے جائز ہے۔ اب نہ نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ ہمارے درمیان موجود ہے اور نہ آپ ﷺ کے آثار مقدسہ۔

سوال: ٹوٹے ہوئے برتن میں کھانا پینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، کراہت پر کوئی دلیل معلوم نہیں۔

سوال: غیر مسلم کو سلام کہنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اہل کتاب پر سلام میں پہل نہیں کرنی چاہیے، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے، ہاں اگر وہ سلام کہیں، تو جواب میں "وعلیکم" کہہ دیں گے۔

(صحيح البخاري : 6256، صحيح مسلم : 2165)

لیکن جواب میں کہا گیا سلام، سلام تحیہ نہیں، بلکہ امان ہے، جو کافر کے لیے بھی ہو سکتی ہے۔

① سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ مَرَّ بِرَجُلٍ هَيْئَتُهٗ هَيْئَةُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، فَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ عُقْبَةُ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ : أَتَدْرِي عَلٰى مَنْ رَدَدْتَ؟ فَقَالَ : أَلَيْسَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ؟ فَقَالُوا : لَا، وَلٰكِنَّهٗ نَصْرَانِيٌّ، فَقَامَ عُقْبَةُ فَتَبِعَهٗ حَتّٰى أَدْرَكَهٗ فَقَالَ : إِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ وَبَرَكَاتِهٖ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، لٰكِنْ أَطَالَ اللّٰهُ حَيَاتَكَ وَأَكْثَرَ مَالَكَ .

"آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کا گزر ہوا، جس کی ظاہری ہیئت مسلمانوں والی تھی، اس شخص نے آپ کو سلام کہا، تو آپ نے اس کا جواب دیا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تو آپ سے غلام نے کہا: جانتے ہیں کہ آپ نے کسے سلام کہا ہے؟ تو عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہ مسلمان نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا: جی نہیں، یہ عیسائی ہے۔ تو سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ اس عیسائی کے پیچھے گئے اور اس کے پاس پہنچ کر فرمایا: بلاشبہ اللہ کی رحمت اور برکات صرف مومنین کے لیے ہیں، لیکن اللہ تیری عمر دراز کرے اور تجھے مال کی کثرت عطا کرے۔"

(السنن الكبرى للبيهقي : 203/9، وسندهٗ حسنٌ)

② سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يُسَلِّمُ عَلٰى كُلِّ مَنْ لَقِيَهٗ، قَالَ : فَمَا عَلِمْتُ أَحَدًا سَبَقَهٗ بِالسَّلَامِ إِلَّا يَهُودِيًّا مَرَّةً اخْتَبَأَ لَهٗ خَلْفَ أُسْطُوَانَةٍ، فَخَرَجَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهٗ أَبُو أُمَامَةَ : وَيْحَكَ يَا يَهُودِيُّ، مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ : رَأَيْتُكَ رَجُلًا تُكْثِرُ السَّلَامَ، فَعَلِمْتُ أَنَّهٗ فَضْلٌ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ آخُذَ بِهٖ، فَقَالَ أَبُو أُمَامَةَ : وَيْحَكَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمْ، يَقُولُ : إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ السَّلَامَ تَحِيَّةً لِأُمَّتِنَا، وَأَمَانًا لِأَهْلِ ذِمَّتِنَا .

”آپ رضی اللہ عنہ ہر ایک کو سلام کہا کرتے تھے، (راوی کہتے ہیں کہ) مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے سلام کہنے میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے پہل کی ہو، ہاں ایک دفعہ ایک یہودی جو ستون کے پیچھے چھپا تھا، سامنے آیا اور اس نے سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو سلام کہا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تمہاری بربادی ہو، یہودی! ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگا: میں نے دیکھا کہ آپ کثرت سے سلام کہتے ہیں، تو میں نے جان لیا کہ یہ کوئی فضیلت والا عمل ہے، تو میں نے چاہا کہ یہ عمل میں بھی اختیار کروں، سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہاری بربادی ہو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سلام کو ہماری امت کے لیے تحفہ اور اہل ذمہ کے لیے امان بنایا ہے۔“

(المُعجم الكبير للطَّبراني : 109/8، ح : 7518، وسندهٗ حسنٌ)

تنبیہ:

① سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں (شعب الایمان للبیہقی : ۸۳۷۸، وسندہ حسن) ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ہر مسلم و غیر مسلم کو سلام کہا کرتے تھے۔ جبکہ مندرجہ بالا اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے غیر مسلم کو سلام کہنے سے رجوع کر لیا تھا، یہی حدیث کے موافق ہے۔

② سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر (شعب الایمان للبیہقی : ۸۵۱۸) ابراہیم نخعی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَعَلَّهٗ لَمْ يَبْلُغْهُ مَا بَلَغَ غَيْرَهٗ مِنَ السُّنَّةِ، وَمُتَابَعَةُ السُّنَّةِ أَوْلٰى .

''ممکن ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو غیر مسلم کو سلام کہنے کی ممانعت کا علم نہ ہو سکا ہو۔ لہٰذا حدیث کا اتباع ہی اولیٰ ہے۔''

③ محمد بن کعب کے قول (مصنف ابن ابی شیبہ : ۲۵۷۵۰) کی سند ضعیف ہے، مسعودی مختلط ہے، یزید بن ہارون نے بعد از اختلاط روایت لی ہے۔

④ سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا ابو درداء اور سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم اہل شرک کو سلام کہا کرتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 25752)

سند ضعیف ہے۔

ا۔ اسماعیل بن عیاش کی اہل حجاز سے روایت ضعیف ہوتی ہے، محمد بن عجلان مدنی ہیں، نیز اسماعیل بن عیاش مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

۲۔ محمد بن عجلان مدلس ہیں، ان کا ابو درداء وغیرہ سے سماع کا مسئلہ ہے۔

⑤ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اہل کتاب کو خط میں ''سلام علیک'' لکھتے تھے۔

(مصنف ابن أبي شيبة : 25748)

سند ضعیف ہے۔اس میں ''رجل'' مبہم ہے، نیز سفیان ثوری کی تدلیس ہے۔

⑥ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا قصہ (مستدرک حاکم:۴۹۴۶) مجہول رواۃ پر مشتمل ہے۔

⑦ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کے قول کی سند پر آ گاہی نہیں ہو سکی۔

فائدہ:

مشرکین، کفار اور مومنین ایک ساتھ بیٹھے ہوں، تو سلام کہہ سکتے ہیں۔

(صحيح البخاري : 6254، صحيح مسلم : 1798)

لیکن نیت مسلمانوں کو سلام کرنے کی ہوگی، کیونکہ کفار کو سلام کہنا جائز نہیں۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے مسلمانوں کی جماعت کو سلام کہا، جس میں عیسائی بھی موجود تھا، تو اس پر اعتراض ہوا، اس نے کہا: میں نے نیت میں صرف مسلمانوں کو مراد لیا ہے، نیز اسے کہا گیا کہ تجھے یہ الفاظ کہنے چاہیے تھے کہ السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ آیا اسے پہلے الفاظ (یعنی السلام علیکم) کہنا چاہیے تھا یا دوسرے الفاظ (یعنی السلام علی من اتبع الہدیٰ)؟ تو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے جواب دیا:

لَا يُجْزِىءُ فِي السَّلَامِ إِلَّا اللَّفْظُ الْأَوَّلُ، وَلَا يُسْتَحَقُّ الرَّدُّ إِلَّا بِهِ، وَيَجُوزُ السَّلَامُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَفِيهِمْ نَصْرَانِيٌّ إِذَا قَصَدَ الْمُسْلِمِينَ فَقَطْ، وَأَمَّا السَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى فَإِنَّمَا شُرِعَ فِي صُدُورِ الْكُتُبِ إِذَا كُتِبَتْ لِلْكَافِرِ، كَمَا ثَبَتَ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ .

''سلام کہنے میں صرف پہلے الفاظ ہی جائز ہیں، اسی طرح سلام کا جواب بھی

انہی الفاظ میں دیا جائے گا،مسلمانوں کی جماعت میں عیسائی موجود ہو،تو مسلمانوں کی نیت کر کے سلام کہا جا سکتا ہے۔اب رہے السلام علی من اتبع الہدیٰ کے الفاظ،تو یہ صرف ان خطوط کے آغاز میں مشروع ہے، جو کفار کو لکھے جائیں،جیسا کہ صحیح حدیث میں ثابت ہے۔''

(الحاوي للفَتاوي :297/1)

اگر کوئی کہے کہ کافر کو سلام میں پہل کیونکر درست ہے؟ تو اس کے جواب میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

''مفسرین کرام نے کہا ہے کہ یہاں سلام سے مراد تحیۃ الاسلام نہیں ہے، بلکہ اس کا معنی ہے کہ اسلام قبول کرنے والا عذاب الٰہی سے سلامت رہے،اسی لیے تو اس (آیت) کے بعد (والی آیت میں) ہے کہ تکذیب اور روگردانی کرنے والے کے لیے عذاب ہے۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري :38/1)

بعض سلف کا کہنا ہے کہ کافر کو ''سلام علیک'' بھی کہہ سکتے ہیں،تو اس سلام سے مراد تحیۃ الاسلام نہیں ہے، بلکہ یہ کفار کے لیے (قبول اسلام کے ذریعہ) عذاب الٰہی سے حفاظت کی دعا ہے۔

فائدہ:

اگر مسلمان کو خط لکھا جائے تو اس میں السلام علیکم ہی کہا جائے گا،جیسا کہ کاتب مغیرہ، وراد ثقفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَتَبَ الْمُغِيرَةُ إِلٰى مُعَاوِيَةَ : سَلَامٌ عَلَيْكَ، أَمَّا بَعْدُ !

”سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا: سلام علیک، اما بعد!“

(صحیح مسلم: 593)

الحاصل:

غیر مسلم کو تحیۃ الاسلام یعنی السلام علیکم نہیں کہہ سکتے، نہ پہل کرتے ہوئے اور نہ ہی اس کے سلام کے جواب میں۔ اگر وہ سلام کہے، تو جواب میں صرف ”وعلیکم“ کہا جا سکتا ہے، کیونکہ کفار السام علیکم کہتے ہیں یا اسلو با السلام علیکم کہہ کر نیت میں ہلاکت کی دعا کرتے ہیں، لہٰذا ”وعلیکم“ کہہ کر ان پر وہی لوٹا دی جائے۔

سوال: بعض لوگ مصافحہ کے بعد اپنا ہاتھ چومتے ہیں، کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ قرآن وسنت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

❀ فقہائے احناف نے اسے مکروہ قرار دیا ہے:

مَا يَفْعَلُهُ الْجُهَّالُ مِنْ تَقْبِيلِ يَدِ نَفْسِهِ إِذَا لَقِيَ غَيْرَهٗ فَمَكْرُوهٌ .

”بعض جہلا دوسرے سے ملتے وقت اپنا ہاتھ چومتے ہیں، یہ مکروہ ہے۔“

(درمختار، ص 659، البِناية شرح الهداية : 198/12، مِنحة السّلوك، ص 415، تبيين الحقائق شرح كنز الدّقائق : 25/6، البحر الرّائق : 226/8)

سوال: کیا فاسق کو سلام کہا جا سکتا ہے؟

جواب: فاسق اور کبیرہ گناہ کے مرتکب مسلمان کو سلام کہا جا سکتا ہے۔

سوال: ریڈیو پر کہے گئے سلام کا جواب دینا کیسا ہے؟

جواب: ریڈیو پر کہے گئے سلام کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ، أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ أَيْضًا .

''جب کوئی اپنے مسلمان بھائی سے ملے، تو اسے سلام کہے، پھر اگر (چلتے چلتے) کوئی درخت، دیوار یا پتھر دونوں کے درمیان حائل ہو جائے، تو دوبارہ ملتے وقت پھر سلام کہے۔''

(سنن أبي داود: 5200)

(جواب): یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔

(سوال): بوقت سلام پیشانی پر ہاتھ رکھنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز نہیں، اسلامی شعار یہ ہے کہ ملاقات کے وقت سلام کیا جائے، مصافحہ یا معانقہ بھی مسنون ہے، مگر پیشانی پر ہاتھ رکھنا ثابت نہیں۔

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَلَا بِالنَّصَارٰى، فَإِنَّ تَسْلِيمَ الْيَهُودِ الْإِشَارَةُ بِالْأَصَابِعِ، وَتَسْلِيمَ النَّصَارَى الْإِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ .

''یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار مت کریں، یہود انگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور نصاریٰ ہتھیلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں۔''

(سنن التّرمذي: 2695)

(جواب): سند ضعیف ہے۔

① ابن لہیعہ ضعیف، مدلس اور مختلط ہے۔

② ابن لہیعہ کا عمرو بن شعیب سے سماع نہیں ہے۔

(المَراسيل لابن أبي حاتم : 417)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

❀ ابن لہیعہ کی متابعت یزید بن ابی حبیب نے کی ہے۔

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 7380)

یہ متابعت مفید نہیں، کیونکہ اس سند میں ابو مسیّب سلم بن سلام واسطی مجہول ہے۔ نیز سند میں اور بھی خرابیاں ہیں۔

سوال: شادی کے موقع پر مکان پر رنگین بتیوں سے چراغاں کرنا کیسا ہے؟

جواب: تھوڑی بہت کی گنجائش ہے، مگر نکاح کو آسان سے آسان بنانا چاہیے۔

سوال: مقابلہ حسن قرأت منعقد کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: طلبا میں تجوید قرآن کا ذوق پیدا کرنے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے مقابلہ حسن قرأت کے پروگرام منعقد کرنا مستحسن ہیں۔

سوال: مکان کی تعمیر کرتے وقت بکرا ذبح کر کے اس کا خون بنیادوں میں ڈالنا اور گوشت غربا میں تقسیم کرنا کیسا ہے؟

جواب: یہ بدعقیدگی، تو ہم پرستی اور بدعت ہے، اس کا کوئی شرعی جواز نہیں۔

سوال: جب کوئی شخص حج کر کے آئے، تو تبرک حاصل کرنے کے لیے اس کی پیشانی کا بوسہ لینا کیسا ہے؟

جواب: تبرک صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ خاص ہے، غیر نبی سے تبرک

حاصل کرنا جائز نہیں، البتہ اگر تبرک کی نیت نہ ہو، تو بوسہ لینا جائز ہے۔

(سوال): کیا نام تبدیل کیا جا سکتا ہے؟

(جواب): شرعاً کوئی حرج نہیں۔

(سوال): کیا ایک شخص اپنے کئی نام رکھ سکتا ہے؟

(جواب): جی ہاں۔

(سوال): عبدالرحمٰن یا عبدالرحیم نام رکھنا کیسا ہے؟

(جواب): اللہ تعالیٰ کی صفات کی طرف نسبت کر کے نام رکھنا بہت اچھا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ .

''اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔''

(صحیح مسلم : 2132)

(سوال): پتنگ بازی کا مقابلہ رکھنا کیسا ہے؟

(جواب): پتنگ بازی جان لیوا کھیل ہے۔ اس سے ہر سال کتنی ہی اموات ہوتی ہیں، یہ شرعاً و قانوناً جرم ہے اور اس کا مقابلہ منعقد کرانا کسی صورت جائز نہیں۔

(سوال): کیا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل سب سے زیادہ ہیں؟

(جواب): بلا شبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب متواتر احادیث سے ثابت ہیں، لیکن اس امت کے سب سے افضل انسان سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ ہے، ان کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت ہے۔ یہ اہل سنت کی ترتیب ہے۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا جَاءَ لِأَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْفَضَائِلِ مَا جَاءَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''اتنے فضائل کسی صحابی کے وارد نہیں ہوئے، جتنے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے وارد ہوئے ہیں۔''

(المستدرك للحاكم : 108/3، وسندهٗ صحيحٌ)

امام اہل سنت رحمہ اللہ کے اس قول کے دو مطلب ہو سکتے ہیں؛

① جتنی روایات علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں مروی ہیں، اتنی کسی اور صحابی کے بارے میں نہیں ہیں، یہ ملی جلی روایات ہیں، بعض صحیح ہیں اور بعض ضعیف وموضوع۔

❁ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا كُذِبَ عَلٰى أَحَدٍ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ كَمَا كُذِبَ عَلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''امت میں اتنا جھوٹ کسی پر نہیں بولا گیا، جتنا علی رضی اللہ عنہ پر بولا گیا ہے۔''

(الجَعديات للبَغَوي : 2556، الشّريعة للآجُرّي : 2531/5، وسندهٗ صحيحٌ)

② اصحاب ثلاثہ کے بعد سب سے زیادہ فضیلت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ہے۔

رافضیت اور ناصبیت دو انتہائیں ہیں، ایک گروہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل قرار دیتا ہے تو دوسرا گروہ ان کی خلافت کا سرے سے ہی منکر ہے۔ اہل سنت مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان کا پورا حق دیتے ہیں۔ وہ انہیں اسلام کا چوتھا خلیفہ برحق تسلیم کرتے ہیں اور ان کے متعلق کسی قسم کی بری رائے رکھنے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

(سوال): ننگے سر بازار جانا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے، ممانعت یا کراہت پر دلیل معلوم نہیں۔

(سوال): غسل خانے کا فرش پختہ ہے، اس میں پیشاب کرنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): گابھن گائے قصاب کو فروخت کرنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔ گابھن گائے کو ذبح کیا جا سکتا ہے۔

(سوال): کیا ممتحن نالائق طلبا کی امتحان میں معاونت کرسکتا ہے؟

(جواب): جائز نہیں، اس سے محنتی طلبا کی حق تلفی ہوگی۔

(سوال): ہندوؤں کے تہواروں میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

(جواب): ناجائز اور حرام ہے۔ یہ ان کے کفر اور گناہ پر معاونت ہے، نیز مسلمانوں کی مداہنت کی دلیل ہے، جو کہ ہرگز درست نہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ﴾(الفُرقان: ۷۲)

''اللہ والے گناہ کی محفلوں میں شرکت نہیں کرتے۔''

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱) فرماتے ہیں:

''اچھی طرح سمجھ لیں کہ سلف صالحین میں کوئی بھی ان خرافات میں شرکت نہیں کرتا تھا، حقیقی مومن تو وہی ہوتا ہے، جو سلف صالحین کا خوشہ چین ہو، جن اسلاف نے اللہ کے انعام یافتہ انبیائے کرام، صدیقین، شہدا اور نیک و پارسا سے دین حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا لطف و کرم کرتے ہوئے ہمیں ان میں

سے بنادے۔ وہ جُو دو کرم کرنے والا ہے۔‘‘

(الأمر بالإتباع والنّهي عن الابتداع، ص 152)

سوال: موذی جانوروں کو مارنا کیسا ہے؟

جواب: جو جانور اذیت پہنچائے، اسے مارنا جائز ہے، بلا وجہ مارنا درست نہیں۔

سوال: گرگٹ کو مارنا کیسا ہے؟

جواب: گرگٹ کو مارنا کارِثواب ہے۔

❁ سیدہ اُم شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ، وَقَالَ: كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا اور فرمایا: یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر (آگ میں ڈالے جانے کے بعد) پھونکتا تھا (تاکہ آگ تیز ہوجائے)۔‘‘

(صحيح البخاري: 3359، صحيح مسلم: 2237)

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذٰلِكَ، وَفِي الثَّالِثَةِ دُونَ ذٰلِكَ.

’’جس نے گرگٹ کو پہلی چوٹ میں مارا، اس کے لیے سو نیکیاں ہیں اور جس نے دوسری چوٹ میں مارا اس کے لیے پہلی سے کم نیکیاں ہیں اور جس نے تیسری چوٹ میں مارا، اس کے لیے دوسری سے کم نیکیاں ہیں۔‘‘

(صحيح مسلم: 2240)